بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور

فتنۂ قادیانیت

علامہ اقبالؒ کی نظر میں

میرے نزدیک .... "بہائیت" قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے کیونکہ وہ کھلے طور اسلام سے باغی ہے۔ لیکن موخّر الذکر (یعنی قادیانیت) اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے اس کا (قادیانی گروہ کا) "حاسد خدا" کا تصوّر کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا (قادیانی گروہ کا) نبی کے متعلق نجومی کا تخیّل اللہ اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے

"حرفِ اقبال" مرتبہ لطیف احمد شیروانی

۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء

مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

ہدیہ ۲/- روپے

نقطۂ نظر



جماعتی اتحاد کی طرف
مؤثر پیش رفت

گذشتہ ماہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے دو دھڑوں میں مصالحت کے لئے جو فارمولا متفقہ طور پر طے ہوا تھا اس کے مطابق مولانا محمد یوسف خاں امیر آل جموں و کشمیر جمعیۃ علماء اسلام نے جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی متفقہ مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۳ر جنوری ۱۹۸۵ء کو لاہور میں طلب کیا جو پروگرام کے مطابق ۱۱ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں شروع ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا محمد یوسف خاں نے ہی فرمائی۔

مجلس شوریٰ کے اجلاس کی متعدد نشستیں مدرسہ قاسم العلوم اور جامعہ مدنیہ لاہور میں ہوئیں جن میں ۳۹ ارکان نے شرکت کی جبکہ دو علیل ارکان حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ العالی اکوڑہ خٹک اور حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتان نے تحریری طور پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اجلاس میں سب سے پہلے مجلس شوریٰ کی چار خالی نشستوں پر (۱) علامہ ڈاکٹر خالد محمود لاہور (۲) مولانا منظور احمد چنیوٹی (۳) جناب آفتاب احمد مغل راولپنڈی، اور (۴) جناب حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ لاہور کا انتخاب متفقہ طور پر عمل میں لایا گیا۔ اور یہ ارکان بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۲۹

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی: -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

۳ر جمادی الاوّل ۱۴۰۵ھ

نورِ خدا

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

(۶۱ : ۸)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا اگرچہ کافر برا مانیں

حاشیہ شیخ التفسیر رحمتہ اللہ علیہ

وہ نور الٰہی (اسلام) کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسے پورا کرنا چاہتا ہے لہٰذا اللہ والوں کی جماعت کفار کی کوششوں کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو گی

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ● پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اجلاس میں شریک ہو گئے۔

اس کے بعد عہدہ داروں کے انتخاب کا مرحلہ پیش آیا اور گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے علامہ خالد محمود صاحب نے اصولی تجویز پیش کی کہ چونکہ جمعیۃ علماء اسلام کے اختلافات درخواستی گروپ اور فضل الرحمٰن گروپ کے عنوان سے معروف ہیں اور دونوں جماعتیں ان دو شخصیتوں کی طرف منسوب ہیں اس لئے نئی جماعتی کابینہ میں مؤثر عہدوں پہ ان دونوں کی موجودگی ضروری ہے کیونکہ اسی طرح حقیقی اتحاد کا تاثر قائم ہو سکے گا۔

اس اصولی تجویز کے بعد میانوالی کے مولانا محمد رمضان نے امارت کے لئے حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور ناظم عمومی کے لئے مولانا فضل الرحمٰن کا نام پیش کیا۔ یہ تجویز خالصتاً مفاہمت اور اتحاد کے جذبہ کے ساتھ پیش کی گئی تھی لیکن امیر کے نام پہ دوسرے فریق نے اتفاق نہ کیا بحث لمبی ہوئی تو مولانا محمد یوسف خان، مولانا عبیداللہ انور، مولانا محمد اجمل خان، مولانا محمد خان شیرانی، مولانا زاہدالراشدی، مولانا سید امیر حسین گیلانی اور حاجی فقیر محمد خاں پر مشتمل سات رکنی کمیٹی قائم کر دی گئی جس نے اپنا الگ اجلاس کیا مگر یہ کمیٹی کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکی۔

اس کے بعد اجلاس کی تیسری نشست میں امارت کے لئے مولانا درخواستی کا نام قبول نہ کرنے والے فریق نے بیس ارکان کے دستخطوں کے ساتھ ایک پینل پیش کیا جس میں حضرت مولانا عبیداللہ انور کو امیر اور مولانا فضل الرحمٰن کو ناظم عمومی تجویز کیا گیا تھا۔ جس کے جواب میں حضرت درخواستی کے ساتھیوں نے متبادل پینل پیش کیا جس میں مولانا عبیداللہ انور کو امیر اور حاجی محمد زمان خان اچکزئی کو ناظم عمومی تجویز کیا گیا تھا اس پہ بھی بحث و مباحثہ ہوا اور بالآخر معاملات کو آگے بڑھانے کے لئے مفاہمت و مصالحت کے جذبہ کے تحت حضرت درخواستی کے ہمخیال ارکان نے اپنا پینل واپس لے لیا۔ اور فریق ثانی کا تجویز کردہ پینل متفقہ طور پر منتخب ہو گیا جس کے تحت جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی عہدہ دار مندرجہ ذیل حضرات چنے گئے :-

سرپرست : مولانا محمد عبداللہ درخواستی

۲- مولانا میاں سراج احمد دین پوری

امیر : مولانا عبیداللہ انور

نائب امیر : ۱- مولانا سید حامد میاں (۲) مولانا محمد شریف وٹو (۳) مولانا عبدالکریم بیر شریف (۴) مولانا محمد اجمل خان۔

ناظم عمومی : مولانا فضل الرحمٰن

ناظم (۱) مولانا سید محمد شاہ امروٹی (۲) مولانا غلام ربانی رحیم یار خاں (۳) مولانا زاہدالراشدی (۴) مولانا حاجی فقیر محمد خان

سالار : خواجہ عبدالرؤف۔

خازن : حافظ محمد یوسف ایڈووکیٹ۔

اور اس طرح اتفاق رائے کے ساتھ ایک مشترکہ مرکزی تنظیم وجود میں آ گئی۔

اس کے بعد ایجنڈا کی تیسری شق جماعتی پالیسی پر بحث کا آغاز ہوا مختلف نقطہ ہائے نظر پیش کئے گئے ان پر مفصل بحث ہوئی اور آخری نشست میں دو تجویزیں اجلاس میں پیش کی گئیں پہلی تجویز میں ایم۔ آر۔ ڈی کا ذکر کئے بغیر یہ اصولی مؤقف اختیار کیا گیا تھا کہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ وہ جماعتیں

۱- اسلامی نظام کے نفاذ کو بنیادی مقصد قرار دیں

۲- قیادت اور پالیسی میں جمعیۃ علماء اسلام کی بالادستی تسلیم کریں۔

۳- قادیانیت کی حمایت کرنے والے اور دینی مسلّمات مثلاً دیت و شہادت وغیرہ مسالک کے بارے میں اسلامی احکام کے خلاف بیانات دینے والے راہ نما اپنے بیانات سے تحریری رجوع کریں اور تحریک ختم نبوت کی حمایت کرتے ہوئے آئندہ کے لئے دینی مسلّمات کے خلاف بیان نہ دینے کا یقین دلائیں۔

اس تجویز کو جن ارکان شوریٰ کی حمایت و تائید حاصل تھی ان کے نام درج ذیل ہیں :-

۱- مولانا محمد عبداللہ درخواستی (۲) مولانا عبیداللہ انور، ۳- مولانا محمد اجمل خاں (۴) مولانا غلام ربانی رحیم یار خاں۔ (۵) مولانا علامہ خالد محمود (۶) مولانا منظور احمد چنیوٹی (۷) مولانا محمد شریف وٹو بہاولنگر (۸) مولانا صدر الشہید بنوں۔ ۹- مولانا نعمت اللہ، کوہاٹ (۱۰) مولانا قاری محمد امین راولپنڈی (۱۱) مولانا زاہدالراشدی (۱۲) مولانا علاؤالدین، ڈیرہ اسمٰعیل خاں (۱۳) مولانا محمد فیروز خاں ڈسکہ (۱۴) مولانا محمد رمضان میانوالی (۱۵) مولانا محمد زکریا، کراچی (۱۶) مولانا محمد یاسین جھنگ (۱۷) مولانا عبدالغفور، کوئٹہ (۱۸) مولانا مفتی احمد الرحمٰن، کراچی (۱۹) حاجی کرامت اللہ، حیدرآباد ۲۰- مولانا عبدالحق، اکوڑہ خٹک (۲۱) مولانا مفتی محمد عبداللہ، ملتان۔ اس تجویز میں ایم۔ آر۔ ڈی میں شمولیت یا عدم شمولیت کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ اصولی طور پر دوسری جماعتوں کے ساتھ جمعیۃ جیسی دینی سیاسی جماعت کے تعاون کی دینی بنیادوں پر بحث مقصود تھی۔ افسوس کہ کچھ لوگوں نے محض گروپ بندی کی عصبیت کے باعث اس اصولی تجویز کو نہ صرف مسترد کر دیا گیا بلکہ ایک رکن شوریٰ حاجی فقیر محمد خاں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ایسی شرائط کا پیش کرنا زیادتی ہے۔ ان حضرات کی طرف سے دوسری تجویز پیش ہوئی جس میں بغیر کسی شرط کے ایم۔ آر۔ ڈی میں شامل ہونے کا فیصلہ تھا۔

اجلاس سے قبل رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں کنوینر مولانا محمد یوسف خاں اور دوسرے فریق کے ارکان پر واضح کر دیا گیا تھا کہ جس طرح پہلے دو معاملات میں افہام و تفہیم اور اتفاق رائے کے ساتھ مشترکہ صورت نکالی گئی ہے اس مسئلہ میں بھی اتحاد و مفاہمت کو بنیاد بنانا ضروری ہے اور دونوں ذہنوں کو افہام و تفہیم کے ساتھ یکجا کرنا ضروری ہے تبھی بات آگے بڑھ سکے گی ورنہ اگر ایک دو ووٹوں کے ساتھ فیصلہ کو بنیاد بنایا گیا تو یہ فنی اور قانونی لحاظ سے تو ضرور فیصلہ شمار ہوگا لیکن اتحاد و مفاہمت کی فضا قائم نہیں ہو سکے گی۔ لیکن اس اصولی بات کو نظر انداز کر دیا گیا اور ہمارے اس دینی اختلاف کے باوجود اچانک رائے شماری کا فیصلہ کیا گیا جس کی رو سے اجلاس میں موجود ارکان میں سے ۱۴ ارکان نے دینی شرائط والی تجویز کی حمایت کی تھی اور ۱۷ ارکان نے ایم آر ڈی میں غیر مشروط شمولیت کی تائید کی تھی اس پر دوسرا فریق اجلاس سے واک آؤٹ کر گیا۔

اجلاس کے بعد دوسرے روز کنوینر مولانا محمد یوسف خان نے ایک فریق کو ساتھ لے کر ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اور قرار دیا کہ

- عہدہ داروں کا انتخاب متفقہ ہوا ہے اور نئی تنظیم قائم ہو گئی ہے۔
- شوریٰ کے ارکان کی اکثریت نے ایم۔ آر۔ ڈی۔ میں شمولیت کا فیصلہ کیا ہے۔

اخباری نمائندوں کے پوچھنے پر مولانا محمد یوسف صاحب نے ایک فریق کے واک آؤٹ کرنے کی وجہ بتائی

اور ان کی تین اسلامی شرطوں کا ذکر کیا۔
نو منتخب امیر مولانا عبیداللہ انور نے اسی روز اخبارات کو ایک بیان جاری کیا جس میں انہوں نے امیر کی حیثیت سے ذمہ داریوں کو قبول کرتے ہوئے ارکانِ شورٰی کی طرف سے اعتماد کے اظہار پر ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد و اشتراک کے لئے ان شرائط کو ضروری سمجھتے ہیں۔ جو ۲۱ ارکان شورٰی کی طرف سے پیش کی گئی ہیں اور ان شرائط کے بغیر کسی اتحاد میں شمولیت ان کے نزدیک جائز نہیں ہے تاہم وہ مزید اطمینان کے لئے ملک کے اہم دینی اداروں کے مفتیانِ کرام سے رجوع کر رہے ہیں کہ آیا جمعیۃ کی طرف سے دوسری جماعتوں کے ساتھ اتحاد کے لئے ایسی شرائط کا پیش کرنا صحیح اور ضروری ہے یا نہیں اور وہ اپنے آئندہ لائحہ عمل کا فیصلہ ان مفتیان کرام کے ارشادات کی روشنی میں کریں گے۔
اس فیصلہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل سرکردہ مفتیانِ کرام کی خدمت میں استفتار بھجوایا جا چکا ہے:۔

۱۔ مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
۲۔ مولانا رشید احمد لدھیانوی ناظم آباد کراچی
۳۔ مولانا مفتی ولی حسن بنوری ٹاؤن کراچی
۴۔ مولانا سلیم اللہ خان جامعہ فاروقیہ کراچی
۵۔ مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دارالعلوم کراچی
۶۔ مولانا فیض احمد مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۷۔ مولانا مفتی عبدالستار، خیر المدارس، ملتان
۸۔ مولانا سید حامد میاں جامعہ مدنیہ لاہور
۹۔ مولانا مفتی عبدالرشید تعلیم القرآن راولپنڈی
۱۰۔ مولانا مفتی محمد فرید دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ
۱۱۔ مولانا محمد یوسف خان دارالعلوم پلندری
۱۲۔ مولانا محمد سرفراز خان صفدر، نصرت العلوم گوجرانوالہ
۱۳۔ مولانا عبدالستار شاہ جامعہ رحیمیہ کوئٹہ
۱۴۔ مولانا محمد ایوب جان بنوری دارالعلوم سرحد پشاور
۱۵۔ مولانا مفتی محمد عبداللہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال

امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبیداللہ انور کے اس بیان اور فیصلہ کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف خان کا ایک بیان اخبارات میں شائع ہوا ہے جس کا متن درج ذیل ہے:۔
"آل جموں و کشمیر جمعیۃ علماء اسلام کے امیر مولانا محمد یوسف خان جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شورٰی کے اجلاس کی صدارت کے بعد آزاد کشمیر واپس روانہ ہو گئے ہیں۔ واپسی سے قبل انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جس مقصد کے لئے میں آیا تھا وہ بحمداللہ کافی حد تک پورا ہو گیا ہے — اور مرکزی مجلس شورٰی کے اجلاس میں مرکزی عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں آ چکا ہے۔ اور مشترکہ تنظیم قائم ہو گئی ہے جو اتحاد کی طرف ایک مؤثر پیش رفت ہے میں اس کامیابی پر مجلس شورٰی کے ارکان کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان کے بھرپور تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہوں — انہوں نے کہا کہ عہدہ داروں کے متفقہ انتخاب کے بعد پالیسی کے سلسلہ میں جمعیۃ علماء اسلام کے حلقوں میں اختلاف ابھی موجود ہے اور اگرچہ مجلس شورٰی کے اجلاس میں معمولی اکثریت کے ساتھ ایم آر ڈی میں شمولیت کا فیصلہ ہو گیا ہے لیکن اس سلسلہ میں مفاہمت کی فضا ابھی تک قائم نہیں ہو سکی اور میرے خیال میں اس بارے میں

مزید کوشش کی ضرورت ہے تاکہ جمعیۃ علماء اسلام مکمل مفاہمت کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔
انہوں نے کہا کہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مولانا عبیداللہ انور نے اپنے حالیہ بیان میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے مفتیانِ کرام سے رجوع کرنے کا جو اعلان کیا ہے گو مسئلہ کی اس نوعیت پر شورٰی میں بحث نہیں ہوئی لیکن اب ان کی رائے جمعیۃ کے امیر کی حیثیت سے سامنے آئی ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ مجلس شورٰی کے تمام ارکان کو اس کا احترام کرنا چاہیئے۔
مولانا محمد یوسف خاں نے جمعیۃ کے تمام عہدہ داروں اور ارکان سے اپیل کی ہے کہ وہ مفاہمت اور اتحاد کی اس فضا کو قائم رکھنے اور آگے بڑھانے کے لئے مل جل کر کام کریں اور اس ضمن میں آپس میں بیان بازی سے گریز کرتے ہوئے جماعتی اتحاد کو مؤثر اور مستحکم بنانے کی کوشش کریں۔"
جماعتی اتحاد کے سلسلہ میں اب تک ہونے والی پیش رفت کی مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے ہم اس پر جماعتی احباب اور ارکانِ شورٰی کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے دعاگو ہیں کہ اللہ رب العزت باقی ماندہ متنازعہ امور کے جلد از جلد تصفیہ کی راہ ہموار فرمائیں تاکہ علماء حق کا یہ عظیم قافلہ مکمل اتحاد اور ہم آہنگی کے ساتھ دینی و قومی مقاصد کی طرف بڑھ سکے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

احقر محمد اجمل قادری عفا اللہ عنہ
۱۸ جنوری ۸۵ء



تمام انبیاء علیہم السلام نے سب سے پہلے توحید ہی کی دعوت دی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، خصوصًا علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم —

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ

محترم حضرات! گذشتہ جمعہ کے خطبہ میں اسلام کے بنیادی عقیدہ مسئلہ توحید کے متعلق قرآن حکیم کی ایک آیت کریمہ کے حوالہ سے آپ پر واضح کیا گیا کہ یہ مسئلہ اسلام میں اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق سے قبل ہی بنی آدم کی ارواح سے وعدہ لیا تھا کہ دنیا میں میری توحید کے عقیدہ کو قبول کر کے ہمیشہ شرک سے بیزار رہنا کہ کوئی مخلوق کسی بھی درجہ میں میرے ساتھ کسی پہلو سے بھی شریک نہیں ہو سکتی — پھر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و احسان ہے کہ انہوں نے بنی آدم کو یہی وعدہ یاد دلانے کے لیے ہر دور میں انسانوں میں سے ہی چند انسانوں کو منتخب کر کے نبوت و رسالت کے بلند منصب پر فائز کر کے یہ فریضہ سپرد کیا کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا توحید کو قبول کرنے کا وعدہ یاد دلاتے رہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تقریباً سوا لاکھ نبیوں نے اپنے اپنے دور میں اپنے اس فرض منصبی کو ادا کیا اور ایک لمحہ کے لیے بھی کسی نبی نے اپنی ذمہ داری کے ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی، مصلحت، مصالحت اور سمجھوتے کا ارتکاب نہیں کیا۔

قرآن حکیم میں بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ انبیاء کرام کی تبلیغ توحید اور پیغام ہدایت کا ذکر موجود ہے کہ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ "تحقیق ہم نے (حضرت) نوح (علیہ السلام) کو اُن کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو حضرت نوحؑ نے کہا۔ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو کہ جس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔"

حضرت نوح علیہ السلام نے تقریباً نو سو سال سے زائد عرصہ اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید کو تسلیم کرنے اور شرک سے توبہ کرنے کی تبلیغ کی اور اس عرصہ میں اس پیغام کے ردِّ عمل کے طور پر قوم نے آپ کو مسلسل تکلیفیں دیں اور مختلف قسم کی اذیتوں سے یہ کوشش کی کہ پیغام توحید کی یہ آواز دب جائے لیکن حضرت نوحؑ نے بڑے حوصلہ اور پیغمبرانہ جذبے کے ساتھ اپنے مشن کو جاری رکھا۔ اسی طرح قرآن میں ہے کہ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ "اور ہم نے قوم عادؑ کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا انہوں نے (بھی) فرمایا کہ اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو، کہ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔" وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ "اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا تو انہوں نے (بھی) فرمایا۔ اے میری قوم! صرف اللہ تعالیٰ کی پرستش کرو کہ اس کے علاوہ تمہاری پوجا کے لائق کوئی نہیں۔" وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مالكم من اِلٰهٍ غيرہ۔ اور ہم نے مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے (بھی یہی) فرمایا کہ "اے میری قوم! صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کہ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تفصیلی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے مقابلہ میں اپنے پیغمبر حضرت موسیٰؑ کو مبعوث فرمایا کہ فرعون نے خود الوہیت کا دعوے دار بن بیٹھا تھا — حضرت ابراہیم علیہ السلام نمرود کے مقابلہ میں پیغام توحید لے کر تشریف لائے کہ وہ بھی اپنی حکومت اور اقتدار کے بل بوتے پر لوگوں سے سجدہ کراتا تھا اور اپنی خدائی کا اقرار کراتا تھا۔

حضرت زکریا و یحییٰ، حضرت یعقوب و یوسف، حضرت یونس و ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات بھی اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ ایک تو ہر نبی اپنی قوم کا فرد ہوتا تھا اور اوّلاً اپنے رشتہ داروں اور برادری کے لوگوں کو ہی ہدایت کی طرف دعوت دیتا تھا، دوسرے یہ کہ تمام انبیاء کی تبلیغ و دعوت کا نکتۂ آغاز ہی مسئلہ توحید تھا ہر نبی اور ہر رسول علیہ السلام نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت اور وحدانیت کی طرف بلایا اور شرک و بت پرستی کی نفرت پیدا کرنے کی جدوجہد کی کہ شرک بہت بڑی لعنت ہے جس سے نسلِ انسانیت کا دور رہنا ہی اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔

خطبۂ مسنونہ میں تلاوت کردہ آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کی اجتماعی دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔ "اے پیغمبر! اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس یہ وحی نہ بھیجی ہو، کہ میرے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں، پس میری ہی عبادت کرو" — گویا ایک لاکھ چوبیس

ہزار انبیاء علیہم السلام سے کوئی ایک نبی بھی ایسا نہیں گذرا کہ جس کو یہ حکم نہ دیا گیا ہو کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کا پابند ہے اور ویسے انسانیت کی تخلیق کا بنیادی مقصد بھی قرآن میں یہی بیان کیا گیا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۔ کہ ہم نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اسی لیے کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں۔

محترم حضرات! خاتم الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یوں تو بت پرست معاشرے میں رہتے ہوئے بھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا اور چالیس سال کے طویل عرصے میں ایک لمحے کے لیے بھی شرک کا تصور نہیں کیا۔ لیکن جب آپؐ نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے لوگوں کو اسی بنیادی عقیدہ کو قبول کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ سیرت کے واقعات شاہد ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ "یا ایہا المدثر ۵ قم فانذر ۵ وربک فکبر ۵ اے کپڑے میں لپٹنے والے! اٹھو پھر کافروں کو ڈراؤ، اور اپنے رب کی بڑائیاں بیان کرو۔ تو آپؐ نے صفا کی پہاڑی پر کھڑے ہو کر تمام اہل مکہ کو بلایا اور اپنی صداقت و عظمتِ کردار کا اقرار کرا لینے کے بعد اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کرتے ہوئے سب سے پہلے یہی پیغام دیا کہ قُوْلُوْا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ "اے مکہ کے رہنے والو میں تمہاری طرف یہ دعوت لے کر مبعوث ہوا ہوں کہ "لا الٰہ الا اللہ" کہہ کر تمام معبودانِ باطل اور جھوٹے خداؤں کی خدائی کا انکار کر کے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت کو تسلیم کر لو کہ حقیقت میں اُس کے علاوہ کوئی ذات عبادت کے لائق ہی نہیں۔ پھر نبی کریم علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی اس پیغام کو لوگوں تک پہنچانے اور اس دعوت کو عام کرنے کے لیے وقف رکھی۔ ہر قسم کی مصیبتوں اور رکاوٹوں کے باوجود آپ اپنے مشن پر، فریضہ رسالت کی ادائیگی اور نسلِ انسانیت کی فلاح و کامیابی کے اس نسخہ کیمیا کی اشاعت کے لیے ڈٹے رہے اور کسی لمحہ بھی اس سے غافل نہ ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد کی اصلاح فرمائیں۔ وما علینا الا البلاغ

بقیہ: عالمگیر پیغامِ امن

دشمن، مومن اور غیر مومن برابر تھے فتح خیبر کے بعد وہاں کی پیداوار نصف نصف تقسیم ہونے کا معاہدہ ہوا تھا پیداوار کی تیاری پر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نائب اس کام کے لیے بھیجے جاتے۔ وہ جا کر دو حصے برابر کراتے اور یہودی رعایا کو اختیار دیتے کہ جو حصہ وہ چاہیں لے لیں۔ اس انصاف کو دیکھ کر یہودی دعائیں دیتے اور کہتے کہ "آسمان اسی عدل کی بدولت قائم ہے۔"

عراق فتح ہونے کے بعد عہد فاروقی میں جو بندوبست زمین کے خراج کا ہوا۔ اس میں زمین اس احتیاط سے ناپی گئی جس احتیاط سے ریشمی کپڑا ناپا جاتا ہے اس انصاف کا نتیجہ تھا کہ عراق ایسا آباد ہوا کہ عہد کسریٰ میں بھی نہ تھا جس قدر خراج عدل فاروقی کے عہد میں وصول ہوا۔ وہ نہ حجاج کا تشدد وصول کر سکا۔ نہ مامون الرشید کی شان و شوکت۔

پارسائی اور تقویٰ کا پیغام

کمال انسانی کی بنیاد تقویٰ اس طرح قرار دیا گیا ہے کہ سارے مفاخر و اعزاز اس کے سامنے سرنگوں ہو گئے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ تحقیق کرتم

باتیں اُن کی یاد رہیں گی

حضرت لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

خصوصی ارشادات

⊙ اپنی نشست و برخاست ہمیشہ ان لوگوں میں رکھئے جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔

⊙ کامل مومن وہ ہے جس کا تعلق خالق۔ اور مخلوق سے ہے۔ خالق کو راضی کرنا آسان ہے لیکن مخلوق کو خوش کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا حق ادا کرے اور اس سے اپنا حق طلب نہ کرے۔

⊙ والدین کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دیں۔ ورنہ قیامت کے روز ان سے باز پرس ہو گی۔

⊙ تکلیف اور مصیبت کے وقت بھی خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

⊙ اگر ہم کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

⊙ ماں باپ کے حقوق کا خیال ہر وقت ہر حال میں رکھیں۔

⊙ خدا اور اس کے فرمان کو دل سے ماننا اور اس پر عمل کرنا ہی ایمان ہے۔

⊙ اگر کوئی شخص نماز کو فرض سمجھتے ہوئے بھی نہیں پڑھتا تو وہ فاسق ہے۔

⊙ مرد کام کے لئے اور عورت اس کی آرام کے لئے ہے۔

⊙ اگر آپ کی کسی سے دوستی ہو تو صرف اللہ کی رضا کے لئے اور اگر دشمنی ہو تو بھی خدا تعالےٰ کی رضا مطلوب ہو۔

⊙ "تفکر بالقرآن" اور "تدبر بالقرآن" کا نظریہ مطالعہ قرآن کے وقت پیش نظر ہونا چاہیئے۔

⊙ قرآن کی تعلیم سے ہی جراُتِ ایمانی پیدا ہوتی ہے۔

⊙ اتباع قرآن و شریعت سے ہی انسان کامل انسان بنتا ہے۔

⊙ جن کے سینے میں نورِ قرآن ہے وہ عقلمند اور جو قرآن کی تعلیم سے دور بھاگتے ہیں بیوقوف اور پاگل ہیں۔

⊙ موت کا ایک دن معین ہے وہ ضرور آ کر رہے گی اس لئے ہمیں مسافر کی طرح کوچ کرنے سے پہلے ہی سامان رسد کا خیال کرنا چاہئے۔

⊙ حدیث کا انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے۔ اور قرآن کے انکار کرنے والے کا ایمان سلب ہو جاتا ہے۔

⊙ جس طرح ایک مرد اپنی بیوی سے کسی غیر مرد کے تعلقات کو برداشت نہیں کرتا اسی طرح اللہ تعالےٰ کسی غیر اللہ سے ان تعلقات کو جو ان سے ہونے چاہئیں پسند نہیں کرتے۔ اگر کسی غیر اللہ سے تعلق ہو تو وہ شرک ہے۔

⊙ غیر اللہ کو سجدے کرنا، ان سے مرادیں مانگنا، ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھانا، یا مصیبت کے وقت ان کی امداد طلب کرنا بھی شرک ہے

(باقی ۱۷ پر)

بچوں کا صفحہ

غرور کا انجام

محمد ندیم القاسمی

پیارے بچو! غرور بہت ہی بری شے ہے۔ غرور کرنے والے کا انجام بہت ہی بھیانک ہوتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ غرور کرنے والے سے سخت ناراض ہوتے ہیں قرآن مجید کے اندر موجود ہے۔ ولبئس مثوی المتکبرین (ترجمہ) غرور کرنے والوں کے لئے جہنم میں بہت برا ٹھکانہ ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ولا تمش فی الارض مرحًا (ترجمہ) زمین کے اوپر اکڑ کر نہ چلو۔

آیئے! آپ کو ایک قصہ سناؤں۔ پھر پتہ چلے گا کہ غرور کا انجام کیا ہوتا ہے — بنی اسرائیل کی قوم میں ایک شخص تھا جس کا نام قارون تھا۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اسے بہت مال و دولت سے نوازا تھا۔ اس کے پاس اتنا خزانہ تھا کہ اس کی کنجیوں کو اٹھانے کے لئے کئی اونٹوں کی ضرورت پڑتی تھی۔ وہ اپنے مال و دولت کی وجہ سے لوگوں میں سر اٹھا کر چلتا تھا اور انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ ایک دن اس کی قوم نے اس سے کہا۔ اے قارون! تمہیں خدا نے اپنے انعام سے نوازا ہے تم اس کے ذریعہ سے اپنی آخرت سنوارو۔ جس طرح سے خدا نے تمہیں دولت سے مالا مال کر کے تمہارے اوپر احسان کیا ہے اسی طرح تم بھی دوسروں پر خرچ کر کے احسان کرو۔ قارون تو گھمنڈی تھا ہی۔ کہنے لگا۔ کون خدا کیسا خدا؟ میں کسی خدا کو نہیں جانتا یہ مال و دولت کچھ میری کمائی ہے کچھ باپ دادا نے چھوڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی اس بات پر بہت زیادہ خفا ہوئے۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے قارون کو اس کے مال و دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ وہ لاکھ مدد کو پکارتا رہا لیکن کس کی مجال کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آئے۔

یہ ہوا غرور کا انجام۔

بچو! ہمیں اس قصہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور کبھی غرور و تکبر نہ کرنے کا عہد کر لینا چاہیئے۔ اسکول کے اندر کسی غریب بچے کو حقارت کی نظر سے کبھی نہیں دیکھنا چاہیئے سب سے میل جول رکھنا چاہیئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ خفا ہو جائیں گے اور اگر وہ ناراض ہو جائیں پھر کسی کی خیر نہیں۔

آؤ سب مل کر دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب سے کبھی خفا نہ ہوں۔ آمین!

بقیہ : غلط رسمیں

ہیں کہ اپنا مہر معاف کر دے۔ حالانکہ بیوی اس پر بالکل راضی نہیں ہوتی مگر لوگوں کے اصرار یا رسم سے مجبور ہو کر شرما شرمی میں معاف کر دیتی ہے۔ یاد رکھئے! اس طرح مہر معاف کرانا جائز نہیں بلکہ ظلم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو

بحث و نظر



قسط ۱

قتلِ خطا میں "عورت کی کامل دیت" کتاب و سُنّت سے ثابت نہیں

لکھی پڑھی اور تہذیب مغرب سے متاثر خواتین کافی عرصہ سے عورت اگر غلطی سے قتل ہو جائے تو قاتل سے مقتولہ کے ورثاء کو کامل دیت دلانے کے سلسلہ میں قانون سازی کا مطالبہ کر رہی تھی۔

چونکہ وہ خواتین اسلامی تعلیمات سے براہ راست متعارف نہ تھیں اس لیے وہ اس موضوع پر علمی انداز سے کچھ بھی گفتگو کرنے کی اہل نہ تھیں۔ اُن کی چیخ و پکار صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی بلکہ مردوں سے بھی بعض تعلیمیافتہ اور تہذیب جدید کے مطابق اجتہادِ خود سپردگی کے شوق سے سرشار حضرات پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب کی زیر قیادت اس مسئلہ پر اُن خواتین کے مطالبہ کی حمایت میں کمربستہ ہو چکے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے اپنے موقف کی حمایت میں تین دلیلوں سے استفادہ کیا ہے۔

ا — سورہ نساء اور سورہ بقرہ کی جو آیات قتل عمد یا قتل خطا کی سزاؤں میں آتی ہیں۔

"ان سزاؤں میں کارفرما قرآن کے رویہ کا تجزیہ کرتے ہوئے قادری صاحب نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یہ سزائیں عورت اور مرد کے لیے یکساں ہیں"۔

اس تجزیہ کی بنیاد اُنہی کے الفاظ میں مندرجہ ذیل تھی:

الف۔ قرآن کا عام اسلوب یہ ہے کہ وہ مذکر کے صیغہ میں خطاب کرتا ہے لیکن جہاں عموم پیش نظر ہو وہاں مرد و عورت یکساں طور پر اس صیغہ میں شامل ہوتے ہیں۔

ب۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ کہ لفظ مومن جو اپنی ہیئت ترکیبی کے اعتبار سے صیغۂ مذکر ہے بیسیوں مقامات پر قرآن نے اس کے استعمال میں مرد و عورت کے مفہوم کو یکساں شامل تصوّر کیا ہے۔

ج۔ جہاں قاتل اور مقتول دونوں کے لیے ہر دو جگہ لفظ مومن استعمال ہُوا ہے اور سزا کے بیان میں ایک ہی لفظ دیت مسلمہ استعمال ہُوا ہے۔ نہ قرآن مجید نے قاتل کے بیان میں مومن کہہ کر مرد و عورت میں امتیاز بیان کیا ہے نہ مقتول کے بیان میں مومن کہنے کے بعد مرد و عورت کا فرق بتایا ہے جب قرآن مجید قاتل مقتول اور دیت کے تصور کے تینوں اجزا کو ایک وحدت اور اکائی اور یکسانیت کے انداز میں بیان کرتا ہے تو ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ اس اکائی کو تقسیم یا تفریق کا نشان بنائیں۔

د۔ جس طرح قرآن مجید میں مرد و عورت کے قتل کے سلسلہ میں کوئی فرق قائم نہیں کیا گیا اور تمام سزائیں عموم پر دلالت کرتی ہیں اور اس میں امتیاز پیدا کرنا قرآنی عموم اور اطلاق کے اصول کو بلا وجہ و بلا جواز خاص اور مقید

کرنے کے مترادف ہے۔

پہلی دلیل پر تبصرہ وتجزیہ

پروفیسر صاحب کے انٹرویو سے ہم نے اُن کی دلیل اُنہی کی زبانی نقل کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ بات پوری طرح واضح ہو جائے۔

اصل آیت کے متعلقہ جملہ کا ترجمہ یہ ہے۔ "جو کوئی کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو دیت مقتول کے ورثا کو ادا کی جائے گی"

پروفیسر صاحب کی دلیل مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ (۱) مومن عام ہے خواہ مرد ہو یا عورت۔ دونوں ہی اس لفظ مومن سے مراد ہیں اس نکتہ کے ثبوت کے سلسلہ میں انٹرویو لینے والے پروفیسر محمد وارث صاحب میر کے استفسار پر قادری صاحب نے قرآن کھول کر مختلف آیات کی نشاندہی کی۔

محولہ بالا الف اور ب کے پیراگرافوں میں اسی نکتہ کی تفصیل وتوضیح ہے یہ بات اگر پروفیسر صاحب بلا حوالہ بھی نقل کر دیتے تو ہمیں تسلیم کیے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ قرآنی علوم سے معمولی واقفیت وتعارف رکھنے والا طالب علم بھی اس بات سے آگاہ ہے۔

بہرحال یہ پروفیسر صاحب کا کوئی انوکھا اجتہاد یا کمال نہیں جس کو انٹرویو لینے والے اُن کے رفیقِ کار نے اتنی اہمیت دی ہے کہ میرے استفسار پر قادری صاحب نے قرآن کھول پر مختلف آیات کی نشاندہی کی۔

(۲) دیت بھی عام ہے فرماتے ہیں کہ قرآن نے عام کلمہ استعمال کیا ہے اور اس کی عمومیت پر موصوف نے کوئی حوالہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ اتنا ہی ارشاد فرمایا ہے کہا دیت کے معاملہ میں مرد یا عورت کا کوئی امتیاز نہیں برتا۔

محولہ بالا ج، د کے پیراگرافوں میں موصوف نے اسی نکتہ کی وضاحت کی ہے۔

دیت کو عام کہنا غلط ہے

الف۔ دیت کو عام کہنا درست نہیں کیونکہ ہر لفظ کی عمومیت اپنے معنی کے اعتبار سے ہوتی ہے لفظ دیت کا معنی خون وغیرہ کا مالی بدلہ ہے مالی بدلہ لینے والے یا دینے والے نہیں جو کہ مرد یا عورت ہوتے ہیں۔

ب۔ دیت کو عام کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ دیت کے جملہ اجزاء مقادیر مراد ہیں۔ یعنی ایک پیسہ سے لے کر لاکھوں کروڑوں روپے تک کی ہر وہ مقدار جس پر مالی بدلہ کا اطلاق ممکن ہو۔

ج۔ لفظ مومن کو عام فرض کرنے کے بعد دیت کو عام کہنے سے آیت زیر بحث کا ترجمہ یہ ہوگا۔

"جو کوئی کسی مومن (یا مومنہ) کو غلطی سے قتل کر دے تو دیت جو عام ہے خواہ کم از کم ہو یا زیادہ سے زیادہ، مقتول کے ورثا کو دی جائے گی"۔

نتیجہ

قتل خطا کی صورت میں مقتول کے ورثہ اگر دیت معاف نہ کریں تو قاتل دیت کی ادنیٰ مقدار خواہ ایک روپیہ ہو یا اس سے بھی کم ورثہ کو ادا کر کے چھوٹ سکتا ہے۔ عدالت میں آپ کے استدلال سے استشہاد کر سکتا ہے کہ جناب دیت عام ہے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ — میں نے دیت ادا کر دی ہے وہ نہ لیں تو اُن کی مرضی — دیت کے عموم سے یہ استدلال بھی کر سکتا ہے کہ قرآنی تقاضوں کے مطابق دیت کی کوئی سی مقدار ادا کرنا شرط ہے خواہ مقتول کے ورثہ اُس پر راضی بھی ہوں یا نہ۔

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

قرآن وحدیث میں رکیک تاویلات اور دور از کار کھلا اجتہادات کے ذریعہ آپ عورت کی دیت کامل ثابت کرنے کے درپے تھے جبکہ اِس اجتہاد کے موجب تو مرد کی دیت کے لیے بھی ۱۰۰ اونٹ ضروری

قرار نہیں پاتے۔ دیت کے حکم میں مرد عورت دونوں کا شریک ہونا لفظ دیت کے عموم کا تقاضا نہیں جس کا معنیٰ مالی بدلہ ہے اور بس۔ مرد عورت دونوں کے لیے عموم لفظ مومن سے ہی حسبِ قواعد ثابت ہوتا ہے جس کا ہمیں انکار نہیں۔

لفظِ دیت عام نہیں بلکہ مجمل ہے

جب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ لفظ دیت میں عموم کا کوئی ایسا تقاضا موجود نہیں تھا جس کی رُو سے مرد وعورت دونوں کو لفظ دیت میں شامل کرنا ضروری ہو کیونکہ دیت کے عموم کا تعلق مرد وعورت کی بجائے دیت (مالی بدلہ) کی مختلف مقداروں اور اُن کی تفصیلات سے ہے جو یہاں مذکور نہیں اِس نکتہ کو ذہن نشین کرنے کے بعد آیت زیر بحث کے ترجمہ پر غور کریں۔

"جو شخص (مرد ہو یا عورت) کسی مومن (مرد یا عورت) کو غلطی سے قتل کر دے تو دیت (مالی بدلہ) مقتول کے ورثہ کو ادا کی جائے گی"۔

آپ کے ارشاد کے مطابق۔

"دیت کتنی ہو؟ کس صورت میں اور کتنے عرصہ میں واجب الاداء ہے یہ تفصیلات قرآن نے بیان نہیں کیں"

پروفیسر صاحب نے یہ بات بالکل بجا اور درست بیان کی ہے اور ظاہر ہے جب قرآن نے یہ تفصیلیں بیان نہیں کیں تو لفظ دیت مجمل ہی ہوگا جو معلوم المراد نہیں ہوتا نہ کہ عام جو معلوم المراد ہوتا ہے۔

جب لفظ دیت مجمل ہے تو اِس کی تفصیلات کا تعین ظن وتخمین سے ممکن نہیں ہوگا بلکہ اِس کی وہی تفصیلات معتبر اور صحیح ہوں گی جو زبان نبوت سے استناد کا تعلق رکھتی ہوں اور اس کے لیے ہمیں حدیث کی طرف ہی رجوع کرنا پڑے گا۔

خلاصہ کلام

آیت زیر بحث میں قتل خطا کی صورت میں مومن عام (چاہے مرد ہو یا عورت) کے لیے دیت کا مجمل حکم ثابت ہے۔

اب ہم قرآن مجید کی دوسری آیات کی مثالوں سے یہ بات سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ جہاں مردوں اور عورتوں کے عام افراد کو مجمل حکم دیا گیا ہے وہاں قرآن مجید کے مجمل حکم کی وہ تفصیلات جو احادیث میں وارد ہیں مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں اور مساوی ہیں یا کہ اُن میں تفاوت واختلاف بھی پایا جاتا ہے۔

پہلی مثال

اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو۔

اقیموا کا کلمہ اپنی ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے اگرچہ مذکر کا ہے لیکن اس کے اطلاق وعموم میں عورتیں بھی شامل ہیں (ان مردوں اور عورتوں کے تمام افراد) کو الصلوٰۃ نماز کا مجمل حکم دیا گیا ہے۔

الصلوٰۃ یعنی نماز کی تفصیلات میں مردوں کو عورتوں کا ایک جیسا ہونا نہ صرف یہ کہ غیر ضروری ہے بلکہ واقعاتی طور پر دونوں کی نمازوں کے متعدد مسائل ایک دوسرے سے جُدا ہیں مُشتے از خروارے کے طور پر چند مسائل بپیش خدمت ہیں۔

۱۔ امامت صرف مرد کروا سکتا ہے عورت کسی مرد کی امام نہیں بن سکتی۔

۲۔ عورت کو ایام حیض ونفاس میں نماز معاف ہو جاتی ہے جبکہ مرد کو زندگی بھر بلوغت کے بعد ہوش وحواس قائم ہونے کی حالت میں کبھی بھی نماز معاف نہیں ہوتی۔

۳۔ مردوں کے لیے نماز حتی المقدور مسجد میں باجماعت ادا کرنے کی تاکید ہے جبکہ عورتوں کے لیے تنہا گھر میں پڑھنا زیادہ فضیلت کا موجب ہے۔

دوسری مثال

کتب علیکم الصیام رمضان کے روزوں کی فرضیت کے اصل مخاطب "علیکم" میں مرد ہیں لیکن عورتیں بھی اس کے اطلاق وعموم میں مساوی طور پر فرضیت رمضان کے حکم میں مردوں کی شریک وسہیم ہیں۔

الصیام کا مجمل حکم مردوں عورتوں دونوں کو دیا گیا ہے لیکن ان دونوں کے الصیام کی تفصیلات یکساں ومساوی نہیں چند خصوصیات وتمیزات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حیض ونفاس کے دنوں میں عورتوں کے لیے روزہ رکھنا منع ہے ان دنوں کی قضا رمضان المبارک کے بعد طہارت کے دنوں میں دینی ضروری ہے اس کے مقابلہ میں مردوں کے لیے لازمی قضا کرنے کا کوئی حکم موجود نہیں سفر ومرض میں حتی الامکان روزہ رکھنے کی فضیلت زیادہ ہے۔

۲۔ ایام حمل میں روزہ رکھنے سے اگر حمل ضائع ہونے کا خطرہ درپیش ہو تو عورت کو روزہ قضا کرنا چاہیئے۔

۳۔ شیر خوار بچوں کے ایام رضاعت میں والدہ کے روزہ رکھنے سے دودھ کی کمی کی وجہ سے بچہ کی بیماری یا تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو تو رمضان کے روزے قضا کر سکتی ہے۔

تیسری مثال

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ۔

اس آیت میں الناس کے اطلاق وعموم میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں ان دونوں کو حج البیت کا مجمل حکم دیا گیا ہے۔

حج کے تفصیلی احکام میں مرد وعورت کے تفاوت واختلاف کی اجمالی جھلک ملاحظہ کیجیئے۔

۱۔ عورت پر محرم کے بغیر حج فرض ہی نہیں ہوتا۔

۲۔ عورتوں کے احرام کا لباس مردوں کے احرام کے لباس سے بہت مختلف ہے۔

۳۔ عورتوں کے لیے بیت اللہ کا طواف ایام حیض ونفاس میں ساقط ہو جاتا ہے۔

پروفیسر صاحب — آپ کی توجہ درکار ہے۔

آپ کی دلیل کی بنیاد پر ان تین مثالوں میں اگر یوں کہا جائے کہ الصلوٰۃ الصیام اور حج البیت کے کلمات قرآن نے عام استعمال کیے ہیں ان کے معالے میں مرد یا عورت کا کوئی امتیاز نہیں برتا جب تینوں کلمات عموم پر دلالت کرتے ہیں تو اس میں (یعنی مردوں اور عورتوں کے احکام میں) امتیاز پیدا کرنا قرآنی عموم اور اطلاق کے اصول کو بلا وجہ وبلا جواز خاص اور مقید کرنے کے مترادف ہے۔

انصاف سے فرمایئے آپ کا ضمیر اس دلیل وتوجیہہ سے مطمئن ہی رہے گا کہ قرآنی عموم کے تقاضے تو مرد وعورت کے لیے یکسانیت ویگانگت کے خواہاں ہی تھے لیکن احادیثؐ وائمہ اربعہ کی نکتہ آفرینیوں نے بلاوجہ وبلا جواز ان (مردوں اور عورتوں کے تفصیلی احکام) میں تمیزات وتفریقات پیدا کر دی ہیں۔

ذرا غور فرمایئں اس طرز استدلال سے احادیث ومحدثین کی وقعت وعظمت کا تصور قلب میں جاگزیں ہوگا یا کہ اُن سے نفرت وحقارت کے جذبات کی ابتدا ہوگی۔

پھر یہ بات بھی بار بار توجہ کے قابل ہے کہ آپ کے استدلال کی بنیاد ہی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ انہی تین مثال میں الصلوٰۃ، الصیام، حج البیت کے کلمات میں کوئی عموم پایا ہی نہیں جاتا جس کا تقاضا پورا کرنے کے لیے مرد وعورت دونوں کو تمام احکام میں مساوی رکھنا ضروری ہے۔

اصل صورت وہی ہے جو ہم نے ذکر کی ہے کہ پہلی مثال میں اقیموا، دوسری مثال میں علیکم اور تیسری مثال میں الناس ایسے عام کلمات ہیں کہ ان میں مرد وعورت دونوں شامل ہیں۔

ان کے لیے پہلی مثال میں الصلوٰۃ کا کا مجمل حکم، دوسری مثال میں الصیام کا مجمل حکم اور تیسری مثال میں حج البیت کا مجمل حکم دیا گیا ہے۔

مجمل کی تفصیلات کا تعین اپنے ظن وقیاس سے کرنا درست نہیں ہوتا۔ مجمل کی تفصیل وتبیین میں صاحب شرع کا بیان ہی فیصلہ کن ہوتا ہے۔ لہٰذا مجمل کی تفصیل میں جو بیان بھی آپ کو صاحبِ شرع سے ملے گا وہ اجمال کی تفصیل ہوگا یہ تفصیل جن افراد (مردوں اور عورتوں) کو حکم دیا گیا ہے یکساں بھی ہو سکتی ہے اور جدا جدا بھی۔

مجمل کی تفصیلات میں حکم دئے گئے افراد مرد وعورت اگر الگ الگ ہو جائیں تو یہ اجمال کی توضیح وتشریح ہوتی ہے نہ کہ تخصیص جو کہ عام میں ہوتی ہے اور جس کے ثبوت کے لیے اصولِ فقہ کے ضابطوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

اس بحث وتمحیص سے اتنی بات تو اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ قرآن مجید میں مذکور لفظ دیت مجمل ہے عام نہیں۔

اس کی کوئی مقدار مرد وعورت کے لیے برابر ہو تو بھی قرآن مجید میں مذکور لفظ دیت کے خلاف نہیں اور اگر کسی مقدار میں مرد وعورت الگ الگ ہو جائیں تو بھی نہ صرف یہ کہ ممکن ہے بلکہ تین مثالوں سے وضاحت ہو چکی ہے کہ:

"مجمل کی تفصیلات وتشریحات میں مرد وعورت کی تقسیم وتفریق پائی بھی جاتی ہے۔"

بقیہ : تعارف وتبصرہ

مولانا حافظ ڈاکٹر عبدالمجید شاکر چغتائی صاحب کا نام علمی حلقوں میں تعارف کا محتاج نہیں ہے موصوف نے بہت سی کار آمد کتابیں تصنیف کیں اور خصوصاً پہلی کاوش "اعجاز قرآنی" اللہ کے فضل وکرم سے بہت مقبول ہوئی اور تقریباً پانچ مرتبہ اس کے ایڈیشن شائع ہوئے

موصوف کی زیر نظر کتاب "اسرارِ قرآنی" قرآنی وظائف واعمال پر مشتمل ہے۔ مؤلف نے کتاب کے شروع میں بڑی اچھی بات لکھی ہے کہ قرآن مجید جہاں اعتقادات واعمال، امر ونہی کے احکامات اور قصص وعبر کے واقعات پر مشتمل ہے۔ وہاں تمام علوم کا سرچشمہ اور خزانہ بھی ہے جس کا اصل مقصد عملی زندگی پیدا کرنا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وظائف واعمال محض ذریعہ دعا اور وجۂ سبب ہیں — مسبّب الاسباب تو اللہ کی ذات وحدہ لاشریک ہے۔ اسی پر توکل اور بھروسہ ہونا اور رکھنا چاہیئے۔

قارئین کرام کے لئے یہ کتاب عام زندگی میں راہنمائی کا سبب بنے گی۔ اللہ تعالےٰ ہمیں قرآنی علوم کا ذوق وشوق اور اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ : باتیں ان کی . . .

- ⊙ بیماری انسان کے لئے تنبیہ ہے۔
- ⊙ حرام کی کمائی نور ایمان کو ختم کر دیتی ہے۔
- ⊙ اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرو۔
- ⊙ بد کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتے اور نیک کبھی رسوا نہیں ہو سکتے۔
- ⊙ جن علماء نے قرآن کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے۔ وہ یاد رکھیں جنّت کی ہوا بھی نہ سونگھنے پائیں گے۔
- ⊙ ہادی کی آواز پر لبیک نہیں کہہ سکتے تو خدا را اسے تنگ نہ کہو۔
- ⊙ یہ صلۂ رحمی نہیں کہ جوڑنے والے سے جوڑے بلکہ توڑنے والے سے جوڑے۔

موت اور میّت

کے بارے میں

بدعات اور غلط رسمیں

از: انتظار حسین اسعد قادری

(قسط ۵)

عین وقتِ موت کی رسمیں

روح نکلنے سے پہلے جو حالت انسان پہ طاری ہوتی ہے اس میں انسان کو سخت تکلیف ہوتی ہے اس حالت کو عالم نزع (جان کنی کا عالم) کہتے ہیں اس حالت کی پہچان یہ ہے کہ سانس اکھڑ جاتا ہے اور جلدی جلدی چلنے لگتا ہے ٹانگیں ڈھیلی پڑ جاتی ہیں۔ کھڑی نہیں ہو سکتیں، ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے اور کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں۔ ٹھیک نہیں یا اس سے ملتے جلتے آثار دکھلائی دیں تو سمجھ لیجئے کہ وقت نزع کا ہے۔ اللہ پاک سب پر آسان فرمائے (آمین) اس وقت بھی طرح طرح کی کوتاہیاں اور غلطیاں کی جاتی ہیں۔ خاص طور پہ عورتیں اُنے میں زیادہ مبتلا ہوتی ہیں — اب ان باتوں کو لکھا جاتا ہے توجہ سے پڑھیں اور ان کا ارتکاب نہ ہونے دیں۔

رونا پیٹنا اور گریبان پھاڑنا

عام طور پر ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ میّت کی جان کنی کے وقت بجائے اس کے کہ کلمہ پڑھیں، سورۃ یٰس پڑھیں، میّت کی سہولت نزع اور خاتمہ بالخیر کی دعا کریں عورتیں رونا پیٹنا پھیلاتی ہیں۔ مریض کو اگر کچھ ہوش ہو تو وہ پریشان ہوتا ہے جس میں طرح طرح کی خرابیاں ہیں۔ پھر اس غریب کو نزع کی تکلیف ہی کیا کم ہے مزید یہ تکلیف دیتی ہیں۔ یاد رکھئے بلند آواز سے رونا، چلّانا ماتم کرنا اور گریبان پھاڑنا سب حرام اور گناہ ہے۔ البتہ رونا آئے تو چیخے چلّائے بغیر صرف آنسوؤں سے رونے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

بیوی بچوں کو سامنے کرنا

ایک نامعقول حرکت یہ کی جاتی ہے کہ بعض عورتیں مرنے والے کی بیوی کو اس کے سامنے کھڑا کر دیتی ہیں یا بیوی خود ہی سامنے آ جاتی ہے اور پھر مریض سے پوچھتے ہیں کہ اس کو یا مجھ کو کس پر چھوڑے جاتے ہو؟ اور اس غریب کو جواب دینے پر مجبور کرتی ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے اس کا یہ وقت خالق کی طرف متوجہ ہونے کا ہے مگر یہ نالائق اس کو اب بھی مخلوق کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جو اس غریب پہ بلا ضرورت

کرتے یہ چاہتے ہیں کہ برابر پڑھتا ہی رہے دم نہ لے یہ سراسر جہالت کی بات ہے خدا بچائے۔ مرنے والوں کو کلمہ طیّبہ کی تلقین کا طریقہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بعض لوگ اس سے بڑھ کر یہ زیادتی کرتے ہیں کہ مرنے والے سے اخیر تک باتیں کرانا چاہتے ہیں ذرا اسے ہوش آیا اس کو پکارتے ہیں۔ میاں فلانے! ذرا آنکھ تو کھولو۔ مجھ کو دیکھو مَیں کون ہوں تم کیسے ہو؟ کچھ کہو گے؟ کس بات کو دل چاہتا ہے؟ اس طرح کی خرافات اور لغویات میں اس کو تنگ کرتے ہیں جو کسی طرح درست نہیں البتہ شرعاً کسی بات کو دریافت کرنا ضروری ہو مثلاً کسی کی امانت کو پوچھا جائے کہ تم نے کہاں رکھی ہے؟ یا قرضدار اور لین دین کے بارے میں پوچھا جائے کہ جس کا حال کسی اور سے معلوم نہیں ہو سکتا، یا اسی قسم کا اور کوئی حق واجب ہو تو اسے دریافت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ضروری ہے بشرطیکہ مریض کو بتلانے میں ناقابلِ برداشت تکلیف نہ ہو۔

بعض جاہل لوگ اس بیچارے کو قبلہ رُخ کرنے میں یہ کرتے ہیں کہ اس کا تمام بدن اور منہ پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر وہ نزع کے عالم میں بدن یا گردن کو حرکت دے جو غیر اختیاری طور پر ہوتی ہے تو پھر مروڑ توڑ کر رُخ بدل دیتے ہیں یہ بھی غلط اور جہالت کی بات ہے۔ یاد رکھو قبلہ رُخ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب مریض پر شاق نہ ہو یا جب وہ بالکل بے حس و حرکت ہو جائے اس وقت قبلہ رُو کر دیا جائے نہ یہ کہ زبردستی کرکے اس کو تکلیف پہنچائیں۔

نزع کی حالت میں عورت کے مہندی لگانا

بعض جگہ یہ قبیح رسم ہوتی ہے کہ جب کسی عورت کے انتقال کا وقت قریب ہوتا ہے تو دوسری عورتیں اس کے ہاتھوں پر مہندی لگاتی ہیں اور اس کو مسنون سمجھتی ہیں۔ واضح رہے کہ یہ مسنون نہیں بلکہ ناجائز ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل و مدلل ص ۲۴۵ ج ۵)

موت کے وقت مہر معاف کرانا

ایک کوتاہی جو بہت ہی عام ہے یہ ہے کہ جب کوئی عورت مرنے لگتی ہے تو اس سے کہتے ہیں کہ مہر معاف کر دے۔ وہ معاف کر دیتی ہے اور خاوند اس معافی کو کافی سمجھ کر اپنے آپ کو دَین مہر سے سبکدوش سمجھتا ہے اور کوئی وارث مانگے بھی تو نہیں دیتا۔

یاد رکھئے اول تو اس وقت اس طرح معاف کرانا بڑی سنگدلی کی بات ہے، دوسرے اگر وہ پوری طرح ہوش میں ہو اور خوش دلی سے معاف بھی کر دے تو مہر معاف نہ ہوگا

پچھلے بیان میں مرض الموت کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ مرض الموت میں معافی بحکم وصیت ہے اور وصیت شوہر کے لئے نہیں کی جا سکتی کیونکہ وارث کے حق میں وصیت باطل ہے۔ البتہ اگر عورت کے دوسرے وارث جو عاقل بالغ ہوں وہ اپنا اپنا حصّۂ میراث اس مہر میں سے بخوشی چھوڑنا چاہیں تو چھوڑ سکتے ہیں۔ لیکن جو وارث مجنون یا نابالغ ہو اس کا حصّہ اس کی اجازت سے بھی معاف نہ ہوگا۔

ایک کوتاہی بعض لوگوں میں یہ ہوتی ہے کہ جن کا انتقال ہونے لگے اگر اس نے مہر ادا نہ کیا ہو تو اس کو بیوی کو مجبور کرتے

(باقی ۱۲ پر)

شرعیہ (مثل وصیّت وغیرہ) کے اس عالم کی طرف متوجہ ہو تو اس کی توجہ اللہ تعالےٰ کی طرف پھیر دی جائے۔ بعض اوقات مریض کے بچوں کو اس کے سامنے لاتی ہیں اور پوچھتی ہیں کہ ان کا کون ہوگا؟ انہیں پیار کر لو۔ ان کے سر پر ہاتھ تو رکھ دو۔ جس سے وہ غریب اور پریشان ہو جاتا ہے اور آخری وقت میں مخلوق کی طرف متوجہ ہونے کا نقصان الگ ہوتا ہے۔ دوسری طرف بچے کس قدر شکستہ دل ہوتے اور ناامید ہوتے ہیں یہ وقت تو ایسا ہے کہ اگر وہ خود بھی بچوں کو یاد کرتا تو اس کو اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ رکھنے کی تلقین کی جاتی اور اگر وہ بہت ہی یاد کرے تو سرسری طور پر سامنے کر دیں تاکہ اس کا دل ان میں اٹکا نہ رہے لیکن اگر وہ خود یاد نہ کرے تو ہرگز اس کو یاد نہ دلائیں — اسی طرح بعض مرد بھی جو زنانہ مزاج رکھتے ہیں وہ بھی یہی مذکورہ بالا ناشائستہ حرکات کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جانکنی کے وقت میّت کے پاس دیندار اور سمجھ دار لوگ ہوں۔ گھر کی عورتیں اتفاق سے ایسی سمجھ دار اور دیندار ہوں تو ان کے رہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ جو لوگ بھی رہیں ان تمام امور کی احتیاط رکھیں۔

بدفالی سے یٰسین نہ پڑھنا اور میّت سے دُور رہنا

بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ بدفالی کے خیال سے یا دین کی عظمت دل میں نہ ہونے سے نہ اس وقت سورۂ یٰسین پڑھیں اور نہ اس کا پڑھانا گوارا کریں اور نہ کلمہ کا اہتمام کریں نہ میّت کو کلمہ کی طرف متوجہ کریں۔ جبکہ اس کو ہوش ہو اور نہ خود ہی اس میں مشغول ہوں۔ بلکہ فضول باتوں اور ان کاموں میں لگ جاتے ہیں جن کی ضرورت بعد میں ہوگی یہ سب جہالت کی باتیں ہیں ان سے بچنا لازم ہے۔

بعض جگہ میّت کے ورثاء اس کے مال و دولت، روپیہ پیسہ اور دیگر ساز و سامان پر قبضہ کرنے کی فکر میں بھاگتے پھرتے ہیں مریض کے پاس کوئی نہیں رہتا اور وہ تنہا ہی ختم ہو جاتا ہے۔ بڑی ہی نادانی اور ظلم کی بات ہے اور پھر مرنے والے کے مال پر اس طرح قبضہ کرنا کہ جس کے قبضے میں جو آ جائے وہ اس کا مالک بن بیٹھے جائز نہیں۔ مرحوم کے تمام ترکہ کو شرح کے مطابق تقسیم کرنا فرض ہے۔ بعض لوگ مریض کے پاس اس بناء پر نہیں بیٹھتے کہ انہیں بیماری لگ جانے کا خوف رہتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے بغیر کوئی بیماری کسی کو نہیں لگ سکتی اگر کہیں لگ گئی ہو تو وہ بھی خالق کی حکمت و مشیت سے ہے۔ بغیر ان کی مشیّت کے کچھ نہیں ہوتا چنانچہ مشاہدہ ہے کہ اکثر جگہ کچھ بھی نہیں ہوتا اس لئے ایسا کرنا بڑی سنگدلی کی بات ہے ہرگز وہم نہ کریں۔ مریض کو تنہا نہ چھوڑیں اور اس کی دل شکنی نہ کریں۔

کلمہ کی تلقین میں حد سے تجاوز کرنا

بعض لوگ مرنے والے کو کلمہ پڑھانے میں اس قدر سختی کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں وہ ذرا غافل ہوا خاموش ہوا فوراً توبہ استغفار اور کلمہ طیّبہ کا تقاضا شروع کر دیتے ہیں اور برابر اس کے سر رہتے ہیں وہ بے چارا تنگ آ کر، تکلیف جھیل کر کسی طرح پڑھ لے تو اس پر بھی کفایت نہیں

عالمگیر پیغام امن



رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ قدسی نے اتنے جان پرور پیغامات عالم کو پہنچائے ہیں کہ زندگی کا ہر شعبہ ان کے احاطہ میں ہے ذیل میں آپؐ کے چند پیغامات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

توحید خالص کا پیغام

آپؐ کا پیغام توحید اتنا صاف اور واضح ہے کہ انسانوں کے سر خدائے واحد و ذوالجلال کے سامنے بلاواسطہ جُھک گئے۔ کرۂ زمین آج بھی ہر روز پانچ وقت لا الٰہ الا اللہ کی پر جلال آواز سے گونج اُٹھتا ہے۔ یہ آواز توحید اس سرزمین سے بلند ہوئی جو شرک سے لبریز، بتوں سے بھری ہوئی تھی۔ وحدت کدۂ ابراہیمی تین سو ساٹھ بتوں کا گھر بنا ہوا تھا۔ حجاز کو شرک سے پاک کر کے جب یہ پیغام عالم میں پھیلا تو شرک و تثلیث وغیرہ غیر توحیدی عقیدوں کے علمبرداروں نے اس کو قبول کیا، دلوں میں جگہ دی، آنکھوں سے لگایا اور توحید کے علمبردار بن گئے آج صفِ اسلام میں یہ امتیاز مشکل ہے کہ کون کس ملت سے آ کر واحدِ ذوالجلال کے سامنے جُھکا ہے۔

حالانکہ بڑے بڑے امام اولیاء کرام اور ماہرِ فن علماء مذکورہ بالا گھواروں سے جُدا ہو کر آغوشِ اسلام میں آئے تھے۔

باوجود اغیار کے بلند آہنگ دعووں کے آج صرف اسلام ہی مکمل توحید پیش کرنے کے اعتبار سے تمام ادیان میں ممتاز ہے۔ مختلف حلقوں میں چند انسان باقی انسانوں کے بارگاہِ الٰہی میں باریابی کے ٹھیکیدار بنے ہوئے تھے اور شاید آج بھی ہیں۔ ان کی وکالت کے بغیر نہ عبادت ہو سکتی تھی نہ دُعا اور نہ توبہ۔ اسلام نے اس باب کو کتابِ دین سے یک لخت خارج کر دیا۔ ہر بندہ اپنے پروردگار سے بلاواسطہ عرض و معروض کر سکتا ہے، عبادت کر سکتا ہے، توبہ کر سکتا ہے، یہی نہیں بلکہ کوئی دوسرا انسان کسی بھی انسان کی طرف سے عبادت کا فریضہ ادا کر ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ آج بھی بعض مذاہب میں خاص خاص افراد باقی افراد کی طرف سے عبادت گزاری پر مامور رہتے ہیں۔

امن کا پیغام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور قدسی کے وقت سرزمین عرب بدامنی کا گہوارہ بنی ہوئی تھی، اس زمانے کے تمام دستور اس مرکز پر چکر کھاتے تھے کہ کس طرح انسان اپنی ذاتی اغراض کی تکمیل کرے، بیٹیوں کے لیے ماں کی گود میں پناہ نہ تھی۔ انتہا یہ ہے کہ بعض موقعوں پر خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس اور آپ کے یارِ غار خاص مکہ میں اس وقت تک قیام فرما سکے، جبکہ ذی اثر زبردست شخصیتوں نے ان کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان کیا، یہ حالت تھی کہ اسلام نے امن کا پیغام سنایا۔ ابتداء ہی میں یہ پیشینگوئی فرما دی گئی تھی کہ یمن کے دارالسلطنت صنعا سے مکّہ تک ایک بڑھیا تنہا امن و امان کے ساتھ سفر کر کے آئے گی اور واپس جائے گی دیکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ صنعا سے حج کرنے کے لیے ایک بڑھیا تنہا آئی اور واپس گئی اور راستہ میں کوئی ستانے والا اس کو نہ ملا۔ اسلام کی اشاعت کے بعد جو شائستگی اور کاروبار کی جو رونق تینوں قدیم براعظموں میں ہوئی وہ قوی اور قطعی

ثبوت اسلام کے پیغام امن کا ہے۔

علم کا پیغام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پہلی ہی وحی شانِ علم کا ذکر لے کر آئی تھی۔ اسلام سے پہلے دین کی طرح علم پر بھی انسانی پہرے بیٹھے ہوئے تھے، کچھ افراد ایسے ہوتے تھے جن کے سوا کسی اور کو علم کا سیکھنا یا سکھانا ممکن نہ تھا۔ اسلام نے علم کی اس نعمت کو عام کر دیا۔ اسلام جہاں گیا علم کی روشنی اس کے ساتھ تھی۔ اسی کی برکت ہے کہ اسلام کی آسمانی کتاب بجنسہٖ آج بھی موجود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک بڑا اور چھوٹا واقعہ محفوظ ہے، ان واقعات کے بیان کرنے والے سلسلہ وار زندۂ جاوید ہیں۔

ڈاکٹر اسپرنگر کی شہادت ہے کہ "مسلمانوں کی کتابوں میں پانچ لاکھ راویوں کا ذکر موجود ہے۔" ڈاکٹر اسپرنگر ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ "مسلمانوں کی تاریخ اول سے آخر تک ایسی روشنی میں ہے کہ کوئی دس برس کا زمانہ بھی تاریکی میں نہیں ہے، شہروں کا کیا ذکر، ایک قصبہ بھی ایسا نہیں ہے جو علمی روشنی میں نہ ہو۔"

مسلمانوں نے اپنے علوم کی خدمت واشاعت کے علاوہ دوسری نسلوں اور ملکوں کے علوم کو بھی زندہ کیا، یونانی، کلدانی، مجوسی، برہمنی، خلاصہ یہ کہ ساری ہی قوموں کا سرمایہ اپنی علمی و ادبی زبانوں میں جمع کر لیا گیا۔ فہرست ابنِ ندیم دیکھ لو۔ مسلمانوں کی علمی جدوجہد کا تم اندازہ کر سکو گے۔

مساوات واخوت کا پیغام

اسلام نے دولتِ مساوات واخوت کو نوعِ انسانی کے تمام افراد کا یکساں ترکہ قرار دیا ہے۔ اسلام کے نزدیک اللہ کا بندہ ہو جانا دارین کی کامیابی کے لیے کافی ہے اس مساوات کے سامنے ملک، رنگ، نسل، خاندان، پیشے غرض سارے امتیازوں نے ہتھیار ڈال دئے ہیں۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ممبر سے خطبے میں کتنی دفعہ یہ الفاظ دہرائے تھے۔!

" اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا "عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ تم سب کے سب آدم کے بیٹے ہو آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔" مثلاً دیکھو! حبشی قوم کی اس وقت ایسی حالت تھی کہ گویا وہ غلامی ہی کے لیے بنی تھی لیکن اسلام نے ان کو اتنا بلند کیا ہے کہ بڑے بڑے علماء نے ان کے فضائل میں کتابیں لکھی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء کے ساتھ ایک موقع پر کھڑے تھے کہ ابوسفیان (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اکڑتے ہوئے وہاں سے گذرے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کے غرور کو دیکھ کر فرمایا "ابھی اسلام نے ان کے غرور کی گردن نہیں جھکائی"۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جملہ سن کر فرمایا "قریش کے سردار کی نسبت یہ الفاظ....." حضرت صدیق اکبرؓ کہنے کو تو یہ کہہ گئے۔ مگر پھر خیال آیا تو گھبرا گئے اور فوراً ہی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا۔ سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ابوبکر! تم نے ان لوگوں کے دلوں کو نہیں دیکھا؟" اس کا جواب لینے کے لیے حضرت بلالؓ اور ان کے رفقاء کے پاس واپس آئے (یاد رکھو کہ حضرت بلالؓ کو غلامی سے نجات صدیق اکبرؓ نے دلائی تھی") پوچھا۔ بلالؓ! میرے الفاظ سے تمہارے دل کو صدمہ تو نہیں پہنچا۔ جواب نفی میں ملا تو تسکین ہوئی۔

دنیا کی دو سب سے بڑی نعمتیں، علم اور سلطنت، اسلام کی بدولت تمام افراد انسانی کیلئے یکساں ہو گئی ہیں۔ زنگیوں نے مستقل سلطنتیں کی ہیں اور دوسرے کئی معمولی انسان بادشاہ بنا دئے گئے۔ اسی طرح علماء اسلام میں ابن عکرمہؒ لاکھوں آئمہ اور علماء کے مخدوم ہیں غلاموں نے مستقل سلطنتیں کی [illegible] اور ایسی سطوت وقوت سے کہ آج تاریخ کو یاد ہے کہ ترک جب میدان میں آئے تو چنگیز وہلاکو کے زیرِ سایہ انہوں نے آگ اور فولاد کے گھاٹ ہی عالم کو اتار دیا۔ مسلمان ہوئے تو ان میں علم کے علمبردار معلّم ثانی فارابی ہوئے، امام بخاریؒ ہوئے، علامہ قواسچی ہوئے، بادشاہ ہو کر خدا ترس ایسے ہوئے کہ ملک شاہ سلجوقی (جس کی سطوت وسلطنت شام سے خراسان تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور اپنے عہد میں قوت ودبدبہ میں تمام بادشاہوں سے ممتاز تھے) ایک بار دورہ میں تھے کہ اس کے ایک فوجی نوجوان نے ایک گائے پکڑ کر ذبح کی اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے کھالی۔ وہ گائے ایک بیوہ کی تھی جو اس کے یتیم بچے کی پرورش کا سہارا تھی۔ مسکین عورت اس کے ذبح ہو جانے کا حال سن کر بے تاب ہو گئی واحد ذوالجلال کا جلال اس کی نظر میں تھا۔ سرراہ پُل کے کنارے کھڑی ہو گئی۔ ملک شاہ وہاں سے گذرا تو بڑھیا نے اس سے سوال کیا۔

" الپ ارسلان کے بیٹے! میرا انصاف اس پُل پر ہوگا یا کل قیامت کے دن پُل صراط پر؟" ان الفاظ کی جلالت سے ملک شاہ کانپ گیا۔ ملک نے فوراً گھوڑے سے اتر کر کہا "اسی پُل پر طے کرے۔ اس پُل پر جواب دہی کی مجھ میں تاب نہیں ہے۔" بڑھیا نے ماجرا بیان کیا۔ سپاہی طلب ہوا۔ ثبوتِ جرم کے بعد تدارک اس طرح کیا کہ متعدد گائیں اور ان کے ساتھ ایک بڑا انعام بڑھیا کو دیا، پھر بھی رضامندی کا اقرار لے کر گھوڑے پر سوار ہوا۔

حقوق کا پیغام

اسلام میں انسانوں کے باہمی حقوق اتنے واضح اور صاف کر دئے گئے ہیں کہ پونے چودہ سو برس گذرنے پر بھی نکاح، طلاق اور وراثت وغیرہ کے کسی اسلامی قانون میں ترمیم یا اصلاح کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، حالانکہ دوسری قوموں میں ابھی تک قوانینِ بالا میں ترامیمیں جاری ہیں۔ اور ہر ترمیم اس کو اسلام سے قریب تر لا رہی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سے پہلے خطبہ میں یہ الفاظ فرمائے تھے۔

"تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے اس سے حق لے کر چھوڑوں گا اور جو کمزور ہے وہ قوی ہے اس لیے اس کا حق دلا کر مانوں گا۔"

سب سے کمزور، عورتیں اور یتیم وغلام تھے، عورتوں کو ان کی ذات کا، معاملات کا، جائداد کا مالک کر دیا۔ ترکہ ان کو مردوں کے ساتھ دلایا۔ بالغ عورت اپنی ذات کے تمام معاملات اور جائداد وغیرہ کی مالک مطلق ہے۔ یتیم کے حقوق میں دست اندازی سے اتنا ڈرایا کہ لوگ ان کے معاملات سے کنارہ کش ہو گئے، ظاہر ہے کہ یہ بھی یتیموں کے لیے مصیبت تھی۔ وحی نازل ہوئی کہ یتامیٰ کے معاملات سے دست کش نہ ہو۔ بلکہ دیانت اور خیر خواہی کے ساتھ ان کے معاملات انجام دو اور ان کی خدمت کرو۔ غلاموں کے واسطے حکم دیا کہ جو خود کھاؤ وہی ان کو بھی کھلاؤ۔ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے غلاموں کے ساتھ مجلس میں آتے تو آقا اور غلام کے درمیان لباس سے فرق نہ ہو سکتا تھا۔ ایک بار ایک صحابی اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر ارشاد فرمایا "جتنا قابو تم کو اس غلام پر ہے اس سے زیادہ تم پر خدا کو ہے۔ اس کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔" صحابیؓ نے ادب کے ساتھ عرض کیا "یارسول اللہ! یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "معاف کرو۔" صحابیؓ نے ادب سے عرض کیا "آخر دن میں کتنی بار معاف کروں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ستر بار" یہ سن کر احساسِ ذمہ داری نے دل و دماغ کو مغلوب کر لیا اور بول اٹھے "یا رسول اللہ! گواہ رہیئے کہ میں نے

اس کو آزاد کر دیا"۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی سُن لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ" ملازم کو اگر بھاری کام بتاؤ جس کو وہ کر نہ سکے تو تم خود اس کا ہاتھ بٹاؤ"۔ یہ صرف احکام نہ تھے۔ مثالِ اول تھی حضرت انس رضی اللہ عنہ دس برس خدمتِ نبویؐ میں مصروف رہے فرماتے ہیں کہ" ان دس برسوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جتنے کام میں نے کیے اس سے زیادہ کام میرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیے ہیں۔

حضرت زیدؓ بن حارث، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ ابتداءِ نبوت کا ذکر ہے کہ اُن کے والد اُن کی تلاش میں مکّہ آئے۔ بیٹے کو دیکھ کر پہچانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا" زید کو ہمارے حوالے کر دیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ کو بلا کر فرمایا" یہ تمہارے باپ ہیں، چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ اور چاہو تو میرے پاس رہو، معاملہ تمہاری مرضی پر چھوڑتا ہوں"۔ حضرت زیدؓ نے سوچ کر کہا" آپ کے قدموں سے جدا نہیں ہو سکتا"۔ چنانچہ باپ کے ساتھ نہ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی سے ان کی شادی ہوئی صحابہ کرامؓ میں صرف حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا نام قرآن مجید میں آیا ہے۔

آٹھویں سال ہجرت میں جوشکرِ اسلام قیصر کے مقابلہ پر گیا، حضرت زیدؓ اُس کے سپہ سالار تھے۔ بڑے بڑے صحابہؓ ان کے ماتحت تھے، اسی جنگ میں شرفِ شہادت سے مشرف ہوئے اُن کے صاحبزادہ حضرت اسامہؓ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے ایسے محبوب تھے کہ لاڈلے کہلائے۔ باپ کی مہم کا تدارک کرنے جو لشکر گیا، باوجود کمسن ہونے کے اس شان سے حضرت اسامہؓ اس لشکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ماتحت کر دیئے گئے۔ واپس آئے تو فتح کا پھریرا اُڑاتے ہوئے آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے زبان جانوروں کے حقوق بھی قائم کیے ایک بار ایک اونٹ کو بھوک سے بے تاب دیکھا تو مالک کو باغ میں سے طلب فرما کر جانوروں کو آرام پہنچانے کی ذمہ داری یاد دلائی، بلّی پیاسی آتی تو آپ وضو کا برتن جھکا دیتے وہ پی کر چلی جاتی تو وضو ختم فرماتے دستِ مبارک سے کسی جانور یا خادم کو کبھی نہیں مارا۔ حدیث میں ارشاد ہُوا کہ" ایک کتا پیاس سے اس قدر بے تاب تھا کہ کیچڑ کھا رہا تھا، ایک نیک بندے نے دیکھا تو اپنا موزہ اُتار کر ڈول بنایا، سر سے عمامہ اتارا اس کی رسّی بنائی اور کنوئیں سے پانی نکال کر کتّے کو پانی پلایا تو اس کو جنت کی بشارت دی گئی۔

اس تعلیم کا اثر دیکھو۔ فاتح مصر حضرت عمروؓ بن العاص کے خیمہ میں ایک کبوتر نے گھونسلہ بنا لیا۔ کوچ کے وقت فراش کو حکم دیا گیا کہ خیمہ بدستور چھوڑ دیا جائے تاکہ بھولا بھالا جانور بے آرام نہ ہو، دیکھو، اس رحمدلی کی یادگار! آج اس مقام پر فسطاط نامی ایک شہر آباد ہے" فسطاط" عربی میں خیمہ کو کہتے ہیں! حضرت رابعہ بصریؒ نے کتّے کو پیاسا دیکھا تو پاؤں سے موزہ نکالا۔ اوڑھنی پھاڑ کر رسّی بنائی، کنواں بہت گہرا تھا، کافی نہ ہوئی، چوٹی کاٹ کر رسّی بٹی اور اوڑھنی کی رسّی میں ملا کر پانی نکالا اور کُتّے کو پلایا۔ مولانا رومؒ ایک بار مع مریدوں کے کہیں جا رہے تھے ایک گلی میں کُتا لیٹا ہوا سو رہا تھا۔ جگہ ایسی تنگ تھی کہ گذرنے تو کُتّے کے آرام میں خلل پڑتا۔ مع رفقاء کے وہیں کھڑے رہے یہاں تک کتا نیند پوری کر کے اُٹھا اور راستہ صاف ہو گیا۔ نقشبندی سلسلے کے بلند پایہ شیخ حضرت خواجہ باقی باللہ شب کو تہجد سے فارغ ہو کر استراحت کے لیے پلنگ کے پاس آئے تو دیکھا کہ بلّی لحاف پر سو رہی ہے اس کو نہ اٹھایا اور خود صبح تک سردی میں کھڑے رہے۔

عدل کا پیغام

عدل کے پیغام میں دوست،

(باقی ۱۰ پر)

ایڈیٹر کی ڈاک

مولانا المکرم زاد مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مزاج گرامی

علامہ سید سلیمان لائبریری نیو کراچی کے لیے خدام الدین کا مسلسل جاری فرمانے پر ارکان علامہ سید سلیمان لائبریری جناب کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے بہت ہی جناب کے ممنون ومشکور ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ خدام الدین کے فیوض وبرکات سے تشنگان دین کو سیراب فرماتا رہے۔

نیز جمیعۃ العلماء اسلام کے دونوں دھڑوں کی اتحاد کی خبر ۲۱ دسمبر ۸۴ء کے خدام الدین میں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی مولانا اسعد مدنی کی سعی وکوشش بار آور ہوئی اور کیوں نہ ہو

حضرت مولانا احمد سعید رحمہ اللہ نے جمیعۃ العلماء اسلام کے قیام پر فرمایا تھا جمیعۃ العلماء اسلام جمیعۃ العلماء ہند کے مقابلہ میں قائم کی گئی ہے جیسے مسجد قبا کے مقابلہ میں مسجد ضرار......

اس وقت ہم لوگوں نے مولانا رحمہ اللہ کی بات کو ہوائی گفتگو سمجھا تھا لیکن زمانہ گذرنے پر حقیقت سامنے آ گئی۔ جمیعۃ العلماء اسلام کے داعی یکے بعد دیگرے چلتے بنے ارکان جمیعۃ علماء ہند ہی جمیعۃ العلماء اسلام کے روح رواں بنے اور اگر ان میں بھی اختلاف رونما ہو تو بہت ہی تعجب انگیز بات ہوگی۔

والسلام دعاگو ودعاجو

:::::::::

محترم المقام جناب صدر مملکت

جنرل محمد ضیاء الحق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آپ کی توجہ ایک اہم ترین قومی مسئلہ کی طرف مبذول کرانے کے لیے پیشگی معذرت کا خواستگار ہوں۔

یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ ملک میں سرکاری ونیم سرکاری اداروں میں رشوت کی مہلک وباء روز بروز بڑھ رہی ہے گورنمنٹ ملازمین کی اکثریت کو یہ کوڑھ لگ چکا ہے معمولی چپڑاسی سے لے کر خدا جانے کہاں کہاں تک یہ خون اثر انداز ہو رہا ہے عوام بھی اپنی تن آسانی اور وقت کی بچت کی خاطر مختلف وسائل اور حیلوں کے ذریعے اس کوڑھ کو مزید تقویت پہنچانے کے مرتکب ہو رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مزید پانچ سال کے لیے مختار اقتدار فرما دیا ہے اور میری نظر میں یہ آپ کے لیے زبردست عملی جدوجہد آزمائش اور امتحان ہے اللہ تعالےٰ آپ کے نیک عزائم میں برکت اور کامیابی عطا فرمائے آمین یا الہٰ العالمین

اگر ممکن ہو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض کو مدنظر رکھتے ہوئے انسداد رشوت ستانی کے لیے سخت ترین سزاؤں کا صرف اعلان ہی کافی وافی اور شافی ہوگا۔ جرم ثابت ہونے پر کم از کم تین سال قید سخت۔ جائیداد ضبط اور ملازمت ہمیشہ کے لیے ختم، ساتھ ہی رشوت دینے والے کو بھی سخت ترین سزا کا اعلان کر دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سخت سزا کی دہشت ہی نمک مرچ چٹنی سے گزارہ کرنے پر مجبور کر دے گی۔

والسلام مع الاکرام

خیر طلب

فقیر عبدالواحد بیگ المرحوم پینٹر

... محلہ قلعہ سادات بیرون دہلی گیٹ ملتان

طبّی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

امرت دھارا کی تلاش

س: معدہ کی کمزوری، دل و دماغ کی کمزوری، دائمی نزلہ زکام، پیٹ میں درد، نظر کی کمزوری، بالوں کی سفیدی، پیشاب کی زیادتی، حافظہ کی کمزوری وغیرہ کے لئے کوئی ایک اچھے سے اچھا نسخہ خدام الدین میں شائع کریں۔ میری عمر ۳۵ سال ہے۔

(عابد حسین بٹ، کراچی)

ج: آپ نے درجن بھر بیماریوں کے لئے ایک اچھے سے اچھا نسخہ طلب فرمایا ہے۔ گویا آپ کو 'امرت دھارا' کی تلاش ہے کہ ایک ہی نسخہ سے ساری بیماریاں دُور ہو جائیں۔ اس ناچیز کو ابھی تک کسی ایک ایسے نسخے کا علم نہیں ہو سکا۔

تقطیر البول، نزلہ زکام

س: میری عمر سترہ برس ہے مجھے پیشاب کی تکلیف ہے۔ پیشاب کر چکنے کے بعد بھی پیشاب کے قطرے نکلتے رہتے ہیں۔ جس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ میرا سر ہر وقت جکڑا رہتا ہے۔ اور نزلہ زکام عموماً رہتا ہے۔ دوڑنے سے سانس پھول جاتا ہے اور دل بھی گھبراتا رہتا ہے۔

غلام صابر، فیصل آباد

ج: مناسب ہے کہ آپ کسی مقامی طبیب سے رجوع کریں یا اپنے پورے حالات جوابی لفافے سمیت لکھ کر بھیجیں تاکہ آپ کو صحیح مشورہ دیا جا سکے۔

ویسے آپ پیشاب کی تکلیف کے لئے ہماری دوائی مرواریدی ۳ استعمال کریں۔ نزلہ زکام اور سر کی تکلیف کے لئے اطریفل اسطوخودوس اور دل گھبرانے کے لئے خمیرہ گاؤزبان استعمال کریں۔

لعاب دہن

س: مجھے ہر وقت حتیٰ کہ نماز کے دوران بھی تھوک آتی رہتی ہے۔ کوئی علاج بتائیں۔

محمد یونس، کوٹ مراد خاں قصور

ج: آپ صبح و شام جوارش مصطگی ۲ ماشہ کھایا کریں۔

مرگی

س: میرے ماموں زاد بھائی بعمر پچاس سال کو بیس پچیس برس سے مرگی کی تکلیف ہے۔ ڈاکٹری علاج بہت کیا لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ کوئی مناسب علاج تحریر فرمائیں۔ غذائی پرہیز بھی تحریر کریں۔

اللہ دتہ سب پوسٹ ماسٹر
ڈیرہ اسماعیل خاں

ج: ایک کنکھجورا لکڑی کی چھڑی سے ماریں اور اسے جلا کر راکھ کر لیں۔ یہ راکھ کسی شیشی میں محفوظ رکھیں۔ مرگی کے دورہ کے وقت اس راکھ کی ایک چٹکی نلکی کے ذریعہ ناک میں چڑھائیں۔ متواتر استعمال سے انشاء اللہ اس موذی مرض سے نجات ہوگی۔ کوئی غذائی پرہیز نہیں ہے۔

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے —— مدیر

نام کتاب: نماز مدلل
مؤلف: حضرت مولانا فیض احمد گگروی
ملنے کا پتہ: مکتبہ امدادیہ ملتان
قیمت: سولہ روپے

ایک سو اسّی صفحات پر مشتمل زیر نظر کتابچہ "نماز مدلل" نماز کے موضوع پر انتہائی کارآمد ہے۔ مولانا فیض احمد صاحب گگروی (جو ایک مستند عالم دین ہیں) نے اس کتاب میں وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث اور آثار کی روشنی میں نہایت جامع اور مختصر بیان کئے ہیں۔ علاوہ ازیں رفع یدین، قرأت خلف الامام اور بیس تراویح ایسے متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ قارئین کے لئے یہ کتاب بہت مفید رہے گی۔ خوبصورت کاغذ نفیس جلد اور عمدہ کتابت کے ساتھ قیمت واجبی اور مناسب ہے۔

نام کتاب: خمینی ازم اور اسلام
مؤلف: ابوریحان فاروقی
قیمت: پندرہ روپے صرف
ملنے کا پتہ: ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی المعروف ابوریحان فاروقی ایسے نوجوان ہیں۔ جن کی محنت، لگن اور ہمت کو دیکھ کر کہا جاتا ہے۔ کہ "جمدیاں سولاں دے منہ تیکھے ہوندے نیں" اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ تقریر اور تحریر دونوں میدانوں میں موصوف پُرتاثیر ہیں۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ یہ فاضل نوجوان ہر بات دلیل اور حوالے سے کرتا ہے۔ اس لئے اس کی بات کاٹنا اور اس کے دعوے کی تردید کرنا آسان نہیں۔

مولانا موصوف بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں اور ان میں کئی ایک کتابیں مقبول ہوئیں کہ ان کے ایڈیشن کئی بار شائع کرنے پڑے۔

زیر نظر کتاب "خمینی ازم اور اسلام" خمینی صاحب کے انقلاب پر لکھی گئی ہے۔ ۱۱ر فروری ۱۹۷۹ء کو جناب خمینی نے جب رضا شاہ پہلوی کا تختہ الٹا اور اسلامی انقلاب کے حوالے سے اپنے آپ کو نجات دہندہ ظاہر کیا تو بہت سے سادہ لوگ جنہیں حقائق کا صحیح علم نہ تھا۔ اس روش میں بہہ گئے۔ مولانا فاروقی صاحب نے دلائل و براہین سے اس نام نہاد اسلامی انقلاب کا بخیہ ادھیڑا ہے۔ قارئین کو موجودہ حالات میں اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ تاکہ حقائق کی روشنی میں صحیح حالات سامنے آ سکیں۔

نام کتاب: اسرار قرآنی
نام مصنف: مولانا ڈاکٹر عبدالمجید شاکر چغتائی
نظر ثانی و تصحیح: مولانا نور محمد خطیب کالمینڈی ملتان، احمد سلیم مظہر چغتائی
قیمت: چھ روپے
ملنے کا پتہ: چغتائی جنرل سٹور اینڈ بک ڈپو کہروڑ پکا ضلع ملتان

(باقی ۱۷ پر)